

3864 - حدیث (الارواح جنود مجنۃ) کا معنی

سوال

میں ایک نئے مسلمہ ہوں اور انٹرنیٹ پر میرا لنک یہ ہے ----- میں نے مندرجہ ذیل حدیث دیکھی تو اپنی استاد سے اس کے بارہ میں سوال کیا استاد کا جواب بھی ذکر کروں گی ، مجھے اس جواب اور حدیث کے معنی سے بہت ہی زیادہ تکلیف ہوئی ، تو کیا یہ ممکن ہے کہ آپ اس موضوع میں ذرا تفصیل سے جواب دیں اور کیا اس موضوع میں کوئی اور احادیث بھی ہیں جو اس حدیث کے معنی کی تاکید کرتی ہوں ؟

وہ حدیث صحیح مسلم میں اس طرح مروی ہے :

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : روحیں مجتمع لشکر ہیں توجوان میں سے پہچانتی ہیں وہ مانوس ہوتی اور جو مختلف ہوتی ہیں جدا جدا ہوجاتی ہیں - صحیح مسلم (6376)
حدیث یہ نہیں کہتی کہ لوگ پیدائش سے قبل زندہ تھے ، بلکہ یہ کہا کہ روحیں جنت میں تھیں اور یہ جنت وہ نہیں جس میں آخرت کے اندر مسلمان جائیں گے بلکہ یہ تو کوئی اور جگہ ہے جسے ہم نہیں جانتے ، یہ لوح محفوظ میں ہے اور اللہ وحدہ ہی جانتا ہے کہ وہ کہاں ہے -

یعنی اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ وہ جگہ ایک بنک کی طرح ہے جس جگہ سے روحوں کو پیدا فرماتا ہے -
جب عورت حاملہ ہوتی اور اللہ تعالیٰ رحم مادر میں پائے جانے والے بچے میں روح پھونکتا ہے تو بچے کو یا تو خبیث روح دی جاتی ہے اور یا پھر اسے اچھی روح ملتی ہے ، اگر اسے اچھی روح ملے تو وہ اچھا شخص بن جائے گا ، اور اگر اسے خبیث روح دی جائے تو وہ خبیث شخص بنے گا ، لیکن اسے کے باوجود انسان یہ استطاعت رکھتا ہے کہ وہ اپنی اس تقدیر کو اپنے اعمال کے اعتبار سے بدل دے ، اور یہاں پردعا اور نیت کا بھی بہت بڑا اور اہم دخل ہے -

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صحیح میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تعلیقاً روایت کیا ہے کہ :

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا :

روحیں مختلف قسم کے لشکر ہیں ان میں جو آپس میں تعارف رکھتی ہیں وہ مانوس اور جو تعارف نہیں رکھتی وہ جدار ہوتی

ہے - صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب الارواح جنود مجندہ -

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا (الارواح جنود مجندة) خطابی کا کہنا ہے احتمال ہے کہ اس میں اس طرف اشارہ ہو کہ ان میں مختلف اشکال خیر و شر اور صلاح و فساد والی ہوتی ہیں -

اس لیے کہ لوگوں میں سے اچھے لوگ اپنی طرح کے لوگوں کی طرف ہی جاتے ہیں اور شریر اپنی طرح کے شریر کی طرف ہی مائل ہوتا ہے تو روحوں کا تعارف ان طبعیتوں پر ہے جن پر بھلائی اور شرمیں انہیں پیدا کیا گیا ، توجب اس میں اتفاق ہو تو ان کا آپس میں تعارف ہو جاتا اور اگر وہ اس میں مختلف ہوں تو ایک دوسرے سے علیحدہ -

اور یہ بھی احتمال ہے کہ حالت غیب کے اندر اس میں مخلوق کی ابتدا کی خبر ہو اس لیے کہ روحوں جسموں سے پہلے پیدا کی گئی اور وہ آپس میں ملتی جلتی رہیں توجب انہیں اجسام میں ڈالا گیا تو پہلے تعارف کی بنا پر ہی ایک دوسرے سے تعارف ہوا جو کہ پہلے گذر چکا تھا -

اور دوسرے کہتے ہیں کہ:

اس سے مراد یہ ہے کہ شروع میں جب روحوں پیدا کی گئیں تو ان کی دو قسمیں تھیں ، تو معنی اسی مقابلہ میں ہے کہ جب دنیا میں روح والے جسم ملتے ہیں یا تومانوس ہوتے ہیں یا مختلف جس مناسبت سے روحوں کو پیدا کیا گیا ہے - حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں :

اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ بعض آپس میں نفرت کرنے ہو سکتا ہے کہ آپس میں مانوس ہو جائیں اس لیے کہ یہ ملاقات کی ابتدا پر محمول ہے ، کیونکہ وہ سبب کے بغیر اصل پیدائش کے متعلق ہے ، اور دوسری حالت میں یہ ایسے وصف نئے وصف سے مکتسب ہو جو کہ نفرت کے بعد الفت کا تقاضا کرے مثلاً کافر کا ایمان لانا ، اور غلطی کرنے والے کا احسان کرنا ،

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان (جنود مجندة) یعنی مختلف جنسیں اور یا پھر جمع شدہ لشکر -

ابن جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

اس حدیث سے حاصل ہوتا ہے کہ انسان جب اپنے نفس میں فضیلت اور اصلاح والی چیز سے نفرت پائے تو اسے چاہئے کہ وہ اس کا سبب تلاش کرے تا کہ اس مذموم وصف سے نجات حاصل کر سکے ، اور اسی طرح اس کے برعکس بھی یہی حالت ہو تو اسی طرح کرنا چاہئے -

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے :

روحیں اگرچہ وہ سب روحیں ہونے میں متفق ہیں لیکن مختلف امور کی بنا پر ان میں امتیازی حیثیت بھی ہوتی ہے ، توایک ہی نوع کے اشخاص کی ایک اشکال میں ہیں اورکسی سبب سے اس نوع میں کوئی خاص اورمناسب معنی جمع ہو ، اسی لیے ہم یہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ ہر نوع اپنی جیسی ہی سے انس رکھتی اورمخالف سے نفرت کرتی ہے ، پھرہم ایک ہی نوع کے بعض اشخاص کومانوس اوربعض کو نفرت کرتے ہوئے دیکھتے ہیں ، تو یہ ان امور کی بنا پر ہے جس کی وجہ سے انفرادی حیثیت اوراتفاق ہوتا ہے ۔

اور ہم نے اسے مسند ابو یعلیٰ میں موصولاً روایت کیا ہے اوراس کے ابتدا میں قصہ ہے کہ عمرہ بنت عبدالرحمن کہتی ہیں :

مکہ میں ایک خوش مزاج عورت تھی تووہ مدینہ میں بھی اپنی طرح کی ایک عورت کے پاس ٹھہری ، عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس کا علم ہوا تووہ فرمانے لگیں : میرے محبوب نے سچ فرمایا ، میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ، تو انہوں نے اسی طرح کی بات ذکر کی ۔ انتھی ۔

اورحدیث کوامام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صحیح (4773) میں بیان کیا اس کی شرح میں امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

(روحیں مختلف قسم کے لشکر ہیں ان میں جوآپس میں تعارف رکھتی ہیں وہ مانوس اورجو تعارف نہیں رکھتی وہ جدارہتی ہے) ۔

علماء کا کہنا ہے کہ اس کا معنی جمع کردہ لشکر یا مختلف انواع ہیں ، اوراس کا تعارف وہ امر ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے بنایا ہے ۔

اوریہ بھی کہا گیا ہے کہ : اللہ تعالیٰ نے جن صفات پر اسے بنایا ہے وہ اس کے موافق ہے ، اوراس کی نحوست میں اس کے مناسبت رکھتی ہے توجس نے اسے اس سے دورکیا وہ اس سے نفرت اور اس کی مخالفت کرتی ہے ۔

اورخطابی رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے :

اس کا مانوس ہونا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ابتدائیں جس شقاوت اورسعادت پر پیدا فرمایا ہے ، اورروحیں ایک دوسرے کے مقابلہ میں دو قسمیں تھیں ، توجب وہ دنیا کے اندر اجسام میں ملتی ہیں توجس پروہ پیدا کی گئی تھیں اس کے اعتبار سے مانوس اور اختلاف کرتی ہیں تواچھی روحیں اچھی روحوں کی طرف اورشریراوربری روحیں شریر اوربری روحوں کی طرف ہی مائل ہوتی ہیں ۔



والله تعالى اعلم .